خدام الدین

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
[illegible]

21/26

سیاسی رہنماؤں کے لئے راہِ عمل

وقال تعالیٰ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی
وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (پ ۲۸ سورہ مجادلہ رکوع ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب ایک دوسرے سے کان میں بات کرو
(یعنی الگ ہو کر باتیں کرو) تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی بات نہ کرو۔
اور نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

حاصل: یہ ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی رہنما آزاد نہیں ہیں کہ جو چاہیں فیصلہ
کریں [illegible] بلکہ وہ احکام الٰہیہ کے پابند ہیں [illegible]
جس میں گناہ ہو یا اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز ہو یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نافرمانی ہو۔ ان کا فرض ہے کہ ایسے فیصلے کریں جن میں نیکی اور پرہیزگاری
پائی جائے جس سے خدا تعالیٰ [illegible]
[illegible]

(حضرت لاہوری قدس سرہ)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم کے بیان کے طریقے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰى خَمْسَةِ أَوْجُهٍ حَلَالٌ وَّحَرَامٌ وَّمُحْكَمٌ وَّمُتَشَابِهٌ وَّأَمْثَالٌ فَأَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَآمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْأَمْثَالِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید میں پانچ طرح سے باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حلال اور حرام، محکم اور متشابہ اور امثال۔ پس حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام جانو، اور محکم کے مطابق عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور مثالوں سے عبرت پکڑو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں پانچ قسم کے بیان کے طریقے کام میں لائے گئے ہیں (۱) حلال (۲) حرام (۳) محکم (۴) متشابہ (۵) امثال۔ اس ارشادِ نبوی کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں پانچ طرزِ بیان ہیں جو انسان کی سمجھ کے بے حد درجہ مناسب و موزوں ہیں۔ ہمیں حکم دے دیا گیا ہے کہ ہم حلال، پاک اور طیب چیزیں کھائیں اور پہنیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان چیزوں کا ذکر فرما دیا ہے۔

ان چیزوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں کر دیا گیا ہے جو حرام، خبیث اور ناپاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے استعمال کی ہمیں ممانعت فرمائی ہے کیونکہ وہ ہمارے لیے مضر اور نقصان دہ ہیں۔ قرآن مجید کی بعض آیات اور احکامات "محکم حیثیت" کی حامل ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو)

بعض احکام اور آیات ایسی ہیں جو مبہم ہیں اور ان کے کئی معنی ہو سکتے ہیں ان کا مفہوم اور مطلب ہر ایک شخص کو آسانی کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ ایسی آیات کو متشابہ کہا جاتا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ان پر ایمان لائیں اور صدقِ دل سے ان پر یقین رکھیں اور ان کا مفہوم اور مطلب ان کے حوالے کر دیں جو کتاب و سنت کے عالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لیے قرآن مجید میں گزشتہ اقوام و ملل کی تاریخ کے اہم واقعات بھی بیان فرمائے ہیں جن میں اہم یہود و نصاریٰ ہیں۔ ان اقوام کی خوبیاں اور برائیاں مذکور ہیں۔ ان کی غلطیاں اور خطائیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کے انجام و عواقب بھی بتائے گئے ہیں تاکہ بعد میں آنے والی امتیں ان سے آگاہ ہوں اور ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ ایسی آیات کو امثال کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے ان پانچ قسم کے مضامین ذکر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تم حلال اشیاء کو حلال سمجھو اور انہیں اپنے استعمال میں لاؤ۔ ان میں خواہ مخواہ کی پابندیاں پیدا نہ کرو۔ حرام اشیاء کو حرام سمجھو اور ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جو باتیں محکم ہیں ان کے مطابق عمل کرو اور ان کی مصلحتوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ متشابہ باتوں کے پیچھے نہ پڑو، ان پر ایمان رکھو یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور گزشتہ اقوام کی جو مثالیں قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی ہیں ان سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جاری کردہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہ العزیز

رئیس التحریر
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر مسئول
جانشین شیخ التفسیر
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارۂ تحریر
مولانا محمد اجمل
زاہد الراشدی
حافظ حبیب احمد
حافظ مقصود احمد
صالح محمد خضروی

بدل اشتراک
سالانہ ۲۶-۰۰
ششماہی ۱۳-۰۰
سہ ماہی ۷-۰۰
فی شمارہ ۵۰

الحذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

"جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس قومی اسمبلی سے اپوزیشن کے محترم قائدین اور ارکان کو انتہائی توہین آمیز اور شرمناک طریق سے فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعہ زبردستی اٹھا کر باہر پھینکنے کے بعد آئین میں ترمیم کے چھٹے غیر جمہوری بل کو منظور کرنے کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ موجودہ حکمران گروہ کے اس شرمناک اقدام نے جہاں ایوان کے تقدس کو مجروح کیا ہے وہاں پوری پاکستانی قوم کی توہین کی ہے اور عالمی رائے عامہ کے سامنے پاکستانی قوم اور اسمبلی کو بری طرح رسوا کیا ہے۔

یہ اجلاس اس امر کے اظہار پر مجبور ہے کہ حکمران گروہ کی پے در پے غیر جمہوری و غیر اخلاقی کارروائیوں خصوصاً تازہ ترین حادثہ فاجعہ کے بعد اس صورت حال میں حکمران گروہ کے ساتھ گفتگو کرنا یا اسمبلیوں میں جانا بے مقصد اور فضول ہونے کے ساتھ ساتھ ملی غیرت و حمیت کے بھی منافی ہے۔ اس لیے یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جب تک حکمران گروہ آئین میں حالیہ ترامیم کو کلی طور پر واپس لینے کا اعلان نہ کرے اور عوامی نمائندوں کی توہین پر وزیر اعظم بھٹو اپوزیشن اور پوری قوم سے معافی نہ مانگیں اپوزیشن کے معزز ارکان اسمبلیوں میں نہ جائیں۔

اس صورت میں اگر اسمبلیوں میں موجود تمام پارلیمانی پارٹیاں متفقہ طور پر طے کر لیں کہ اپوزیشن ارکان اسمبلیوں کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیں تو مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان اسمبلی کو بھی اجازت دیتی ہے کہ وہ اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیں اور اگر استعفیٰ کے مسئلہ پر اتفاق رائے نہ ہو سکے تو یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ مندرجہ بالا مقاصد کے لیے اسمبلیوں کا مستقل بائیکاٹ کر کے ملک بھر میں حکمران گروہ کے جبر و تشدد سے نجات حاصل کرنے کے لیے موثر اور بھرپور تحریک چلائی جائے تاکہ فیصلہ کن جدوجہد کے ذریعہ ملک و قوم کو اس نااہل خود غرض حکمران گروہ کی مسلسل چیرہ دستیوں سے نجات دلائی جا سکے۔"

یہ اس قرارداد کا مکمل متن ہے جو جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے ہنگامی اجلاس منعقدہ ۱۸ نومبر ۷۵ء بمقام راولپنڈی میں طویل غور و خوض

کے بعد منظور کر لی جو اعلامیہ جدہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے ساتھ
دعوتِ اسلامی کے زیر اہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا اور اس میں
پورے ملک کے علماء کرام نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں کہ باوجود
اختلاف کے ہم سب ایک ساتھ شریک ہو سکے۔

جس اہم منظر نامہ پر قرار داد منظور ہوئی ہے، اس سے اہل ملک بخوبی واقف ہیں یعنی پچھلے سال ۲۰ فروری کو حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس نے معاہدہ ۲۰ فروری کے عنوان سے خاص شہرت حاصل کی۔ اس معاہدہ کا مختصر لفظوں میں خلاصہ یہ تھا کہ حزب اقتدار دوسروں کے حقوق کا بھی پاس و لحاظ رکھے گی لیکن ابھی اس معاہدہ کی سیاہی خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ حکمرانوں نے اس کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر کر رکھ دیں اور اس طرح ایوان قومی اسمبلی کے تقدس کو مجروح کیا کہ معاہدہ اس عہد باقاعدہ پڑھ کر سنایا گیا تھا اور قرآنی حکم اوفوا بالعقود کی صریح خلاف ورزی کی، حالانکہ بہ حیثیت مسلمان دوسرے احکامات ربانی کے ساتھ اس حکم پر عمل پیرا ہونا از بس لازمی تھا۔

حکمران طبقہ کے اس افسوسناک بلکہ المناک طرزِ عمل کے سبب حزب اختلاف نے اسمبلی کا بائیکاٹ کر دیا کیونکہ اس باعظمت اور مقدس ادارہ میں اس طرح بیٹھنا کہ ہاتھ پاؤں بندھے ہوں اور زبانوں پر مہر لگا دی گئی ہو بے سود تھا۔

یہ بائیکاٹ ۱۰ ماہ کا طویل عرصہ جاری رہا۔ اور اب جب سرمائی اجلاس شروع ہوا تو حزب اختلاف نے پوری طرح سوچ سمجھ کر بائیکاٹ ختم کیا۔ اس سوچ کا ایک پہلو یہ تھا عوام کو مطلع کرنا مقصود تھا جو دوسروں کے ذہنوں میں تھا کہ حزب اختلاف کو فرائض سے گریز کا طعنہ دیتے تھے دوسرا حکومت پر اتمام حجت بھی پیش نظر تھی چنانچہ وہی ہوا جس کا ڈر تھا یعنی یہ کہ چند دنوں بعد ہی حکومت نے آئین میں جو تھا ترمیمی بل اسمبلی میں پیش کر دیا۔ یہ بل عین اس وقت پیش ہوا جب اسمبلی کے پچھلے بائیکاٹ سے متعلق ایک طے شدہ معاہدہ کے مطابق ساقط ہونے والا تھا۔ چونکہ اس بل کی وجہ سے آئین کا بنیادی ڈھانچہ تبدیل ہو رہا تھا، جمہوریت اور بنیادی حقوق کی سرا سر نفی ہو رہی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عدالت جیسے باوقار اور محترم ادارہ

کے اختیارات سلب کیے جا رہے تھے اس لیے حزب
اختلاف نے اس کی مخالفت میں شدید احتجاج کیا اس کے
کہ اسے بے اختیار بنانے کی تجویز ان شقوں اور ملک و قوم
کی خدمت کے مقاصد کے جذبات سے کام لے کر حزب اختلاف

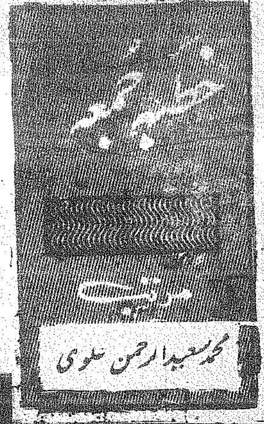
کی بات کرنے سے انہوں نے اسمبلی کے ان باوقار معزز و محترم اور قابل صد عزت رہنماؤں کے ساتھ وہ ناروا سلوک کیا کہ شرم و ندامت سے سر پیٹ کر رہ گئے جو کچھ اسمبلی میں ہوا اس کی تفصیلات دنیا کے سامنے آ چکی ہیں اور بلاشبہ وہ انتہائی شرمناک ہیں۔

یہ معزز حضرات جو لاکھوں عوام کے منتخب نمائندہ ہیں جو اہل علم و فضل ایثار پیشہ اور مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ ظلم و جبر کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں انہیں جیل سکیورٹی فورس سے اسمبلی بدر کرانا، ان پر حملہ آور ہونا انتہائی شرمناک حرکت نہیں تو اور کیا ہے؟

اس واقعہ کا شدید ردعمل لازمی تھا اور وہ ہوا جمعیت کے علاوہ دوسری پارٹیوں نے بھی کار روائی کا مطالبہ کیا اور جلسے منعقد کیے۔ سوچ بچار کی اور ابتدائی مرحلہ میں مکمل بائیکاٹ کے ساتھ ساتھ حکومت سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرنے کا فیصلہ ہوا تا وقتیکہ وہ پوری قوم اور معزز ممبران اسمبلی سے معافی نہ مانگے۔

اس کے ساتھ ہی اسمبلیوں سے مستعفی ہونے کے مسئلہ پر سوچ بچار جاری ہے اور اس سلسلہ میں مختلف پارٹیاں پارٹیوں کو متحد کرنے کے لیے چار رکنی کمیٹی کا قیام عمل میں آ چکا ہے جو ایک ہفتہ میں رپورٹ پیش کرے گی۔ اگر تمام پارٹیاں مستعفی ہونے پر متفق ہو گئیں تو استعفے دے دیے جائیں گے ورنہ بائیکاٹ تو بہرحال جاری ہے ہی۔

جہاں تک بائیکاٹ یا اگلے قدم یعنی استعفوں کا تعلق ہے جیسا کہ معزز نمائندگان قوم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کوئی مقصد نہیں۔ اصل مقصد ملک و ملت کا استحکام، صحت مند جمہوری معاشرہ کا قیام اور شرف انسانی کی بحالی ہے۔ اس عظیم تر مقصد کے لیے یہ نمائندگان قوم کیا روش اختیار کرتے ہیں آنے والا وقت ہی اس کا بہتر جواب دے گا۔ تاہم ایک بات جو واضح ہے وہ یہ ہے کہ یہ وقت ان حضرات کے ساتھ ساتھ حکومت کے لیے بھی تدبر کی آزمائش و امتحان کا ہے
[illegible]



سکون چاہتے ہو تو پیغمبرؐ کی راہ اپناؤ

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

محترم حضرات! یہ آیت جو تلاوت کی سورۂ نساء کے سترھویں رکوع کی آخری آیت ہے۔ پہلے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس اللہ سرہ العزیز کے الفاظ میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں پھر باقی باتیں عرض کی جائیں گی۔

"اور جو کوئی مخالفت کرے رسولؐ کی جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف، تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی۔ اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔"

گزشتہ جمعہ میں نے سورہ انعام کی آیت اِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ تلاوت کی تھی اور اس ضمن میں معروضات پیش کی تھیں۔ میں نے صراط مستقیم اس پر چلنے کی خدائی نصیحت، اس کو اللہ سے مانگنے کی وہ دعا جو سورۂ فاتحہ میں بتلائی اور سکھلائی گئی ہے۔ نیز سورۂ نساء کی ایک آیت کی روشنی میں اس "راہ ہدایت" کی وضاحت اور تعیین وغیرہ کا ذکر کیا تھا اور بتلایا کہ صراط مستقیم وہ ہے جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی راہ ہے۔

اسی راہ کے متعلق اللہ تعالے نے قرآن کی پہلی سورۃ الفاتحہ میں دعا سکھلائی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور اسی راہ پر چلنے کا حکم خدا نے دیا۔ یعنی فَاتَّبِعُوْهُ۔ اس کے علاوہ جتنی راہیں ہیں وہ سب شیطانی، خدا سے دور کرنے والی اور برباد کرنے والی ہیں۔ اس لیے پروردگارِ عالم نے جو اپنے بندوں پر غایت درجہ شفیق و مہربان ہے، اس قسم کی تمام راہوں سے بچنے کا حکم دیا وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ۔

آج جو آیت کریمہ تلاوت کی، اس کے ترجمہ سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا۔ کہ اللہ تعالے نے ہمیں بھی اسی "راہِ حق" سے انحراف و گریز پر سختی سے تنبیہ فرمائی اور اس کا انجام "جہنم" بتلایا جو قرآن کے الفاظ میں انتہائی برا اور مکروہ ٹھکانہ ہے۔ (اللہ تعالے سب کو بچائے)

البتہ اس آیت میں اس راہِ حق کے لیے جو عنوان تجویز کیا وہ یہ ہے کہ جس نے رسولؐ کی مخالفت کی، اس کے باوجود کہ سیدھی راہ کھل چکی ہے۔ گویا اللہ تعالے نے سیدھی راہ کو رسولؐ کی راہ بتلایا۔ یہی بات پچھلے جمعہ میں بتلائی گئی تھی کہ اللہ میاں نے انعام یافتہ گروہ جن کی راہ سیدھی راہ ہے میں سب سے مقدم انبیاء کو رکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا کے نائب و خلیفہ ہیں۔

سب سے پہلے انسان اور نبی کو جب دنیا میں بھیجا گیا تو اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ بعض دوسرے انبیاء کو بھی قرآن میں خلیفہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے ــــ مثلاً

یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض یعنی اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں اپنا نائب و خلیفہ بنایا ہے۔ بہرحال اللہ کے سب نبی خدا کے خلیفہ ہی ہیں اور خدا نے انہیں اپنا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لیے انہیں منتخب کیا اور ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ پیغام حق کو لوگوں تک پہنچائیں اور من وعن پہنچائیں۔

مثلاً پیغمبر دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ارشاد ہے۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اے پیغمبرؐ! جو کچھ آپ کا رب آپ کی طرف وحی نازل کرتا ہے اسے لوگوں تک پہنچائیں۔

چنانچہ اللہ کے ہر نبی نے پیغام حق کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیا اور کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ اگر خدانخواستہ کوتاہی کی بات ہوتی تو اللہ کے انتخاب پر حرف آتا۔ بعض طبقوں کا انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ تصوّر قائم رکھنا کہ انہوں نے قانون الٰہی کے بعض حصّے مخفی رکھے یا ان کے پہنچانے میں ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا بہت بڑی جسارت اور انتہائی بدبختی ہے۔ اللہ کے کسی نبی نے نہ تو کچھ چھپایا اور نہ ہی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔

اس کے علاوہ کچھ عناصر اور طبقات کا یہ ذہن کہ اللہ کا نبی محض پیغام حق پہنچانے کے لیے آتا ہے اس کی اتباع و اطاعت ضروریات دین میں سے نہیں ایک انتہائی گمراہ کن عقیدہ ہے۔ اگر اس موضوع پہ احادیث نبویؐ کو اکٹھا کیا جائے تو ایک دفتر مرتب ہو سکتا ہے لیکن میں محض آیاتِ قرآنی سے اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اتباع و اطاعت پیغمبرؐ کس قدر ضروری ہے۔

قرآن عزیز نے سورۂ حشر میں فرمایا ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ یعنی جو کچھ رسولِ برحق تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رُک جاؤ۔

بتلایئے اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی اس بات کی کہ پیغمبرؐ کا اتباع ضروری ہے؟ تاہم چند مزید آیات ملاحظہ فرمائیں۔ سورۂ آل عمران میں حضرت حق نے اپنی محبت کو اطاعت پیغمبرؐ پہ منحصر قرار دیا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اگر تم اللہ کے محبوب بندے بننا چاہتے ہو تو میری (یعنی پیغمبرؐ کی) اطاعت و اتباع کرو۔ سورۂ نساء میں فرمایا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اللہ کی حقیقت میں اسی نے اطاعت کی۔ اسی سورۃ میں چند رکوع پہلے فرمایا۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ کہ ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے!

اس سے آگے بڑھیں تو اللہ نے واضح کر دیا کہ پیغمبر تو منشائے ربانی کے بغیر بولتے ہی نہیں وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی۔

بہرحال قرآن نے بہت کچھ فرمایا۔ اور اس آیت میں جو میں نے ابتدا میں تلاوت کی تھی اس میں تو واضح کر دیا۔ راہِ حق جو رسولؐ کی راہ ہے اس کی مخالفت کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اس بدعقیدگی کے علاوہ عملی گمراہی اور ضلالت تو بہت زیادہ ہے اور بالخصوص آج کے دور میں جب کہ دنیا میں مسلمان کی کمی نہیں افرادی اعتبار سے بہت بڑی آبادی ہے۔ لیکن کتنے لوگ ہیں، کتنی حکومتیں ہیں، کتنے اربابِ اقتدار ہیں جو اس قانونِ حق و انصاف پہ عمل پیرا ہیں؟ آج کے گم کردہ راہ اربابِ اختیار کو اس قانونِ عدل و مساوات میں الٹا کیڑے نظر آتے ہیں۔ وہ اس قانونِ حریت کو آج کی ترقی یافتہ دنیا کے لیے قابلِ عمل نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال ہے کہ آج زمانہ ترقی کر چکا ہے نئے نئے مسائل جنم لے رہے ہیں اور خدا کا قانون ان نئے نویلے مسائل کے حل کرنے میں بے بس ہیں۔ العیاذ باللہ۔

ان کو کون سمجھائے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو اختیار و حکومت سے جو نوازا تو وہ اس لیے کہ یہ دنیا میں اللہ کے کلمہ کو بلند کریں، اللہ کے دین و قانون کو نافذ کریں۔ اور خدا کے بندوں پہ مسلّط ہونے کے بجائے ان کی خدمت کریں اور پھر قدرت نے انتہائی سخت لب ولہجہ میں واضح کر دیا کہ اس قانون عدل و مساوات سے انحراف کرنے والے کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون۔ ھم الظالمون — ھم الفاسقون۔ لیکن احکم الحاکمین کی یہ وعید ان پر قطعاً اثرانداز نہیں ہوتی اور وہ اندھوں

باقی ص ۱۰ پر

حج

اسلام کا پانچواں رکن

حج کی تعریف

حج کے لغوی معنی زیارت کا ارادہ کرنے کے ہیں۔ شریعت کی زبان میں حج کو عبادت اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں انسان کعبہ کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہے۔

اہمیت و فرضیت

: حج دینِ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے پانچواں اہم رکن ہے۔ اس میں عبادت کے ساتھ ساتھ ذوقِ حضوری، شوقِ آستانہ بوسی، زیارتِ مقاماتِ مقدسہ اور دنیا بھر کے ممالک سے آئے ہوئے دینی بھائیوں کے ساتھ ملنے جلنے کی مسرت کے جذبات بھی شامل ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان کی تمنا ہوتی ہے کہ زندگی میں ایک بار دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے خانہ کعبہ کا طواف کرے حجرِ اسود کو بوسہ دے، آبِ زمزم سے شادکام ہو، حج اور قربانی کی سعادت حاصل کرے، مسجدِ نبوی میں نمازیں ادا کرے اور روضۂ اقدس کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے اس میں عالمِ اسلام کی مرکزیت بھی ہے اور قبلۂ اسلام میں حاضری بھی۔

حج میں مالی، روحانی اور جسمانی عبادات حاصل ہیں۔ یہ ہر بالغ و عاقل اور صاحبِ استطاعت آزاد مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے۔ جو قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتا، وہ اپنے مسلمان ہونے کو جھٹلاتا ہے قرآن مجید میں حکم ہے،

لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو بھی استطاعت رکھتا ہو۔ اس کے گھر کا حج کرے اور جس نے کفر کی روش اختیار کی (اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس پاک گھر میں جمالِ خداوندی کو کوئی خاص تجلّی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لیے اسے مخصوص کیا گیا، کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا اس جمیلِ مطلق اور محبوبِ برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے۔ لہٰذا ضروری یہ ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو، کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیارِ محبوب میں حاضری دے اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے۔ جو مدعیِ محبت اتنی تکلیف اٹھانے سے بھی انکار کرے۔ سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے۔ اختیار ہے جہاں چاہے دھکے کھاتا پھرے۔ خود محروم و مہجور رہے گا۔ اس محبوبِ حقیقی کو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اس کا کیا بگڑتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ یہاں تک ارشاد فرمایا:

"جو شخص زادِ راہ اور سواری کے ہوتے ہوئے حج نہیں کرتا۔ تو اس میں کوئی فرق نہیں۔ وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر"۔

استطاعت کے حصول کے بعد حج میں جلدی کرنے کی بھی تاکید فرمائی۔

من اراد الحج فلیتعجل (جو کوئی حج کرنا چاہے تو جلدی کرے)

(ابوداؤد)

حج ہماری اخلاقی، اصلاح و ترقی کا ذریعہ اور اپنی اور دوسروں کی امداد کا وسیلہ ہے۔

استطاعت

صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ استطاعت کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا :-

(جس کے پاس سواری اور زاد راہ کا انتظام ہو) فقہ کی رو سے استطاعت انفرادی ہوتی ہے۔ لیکن جہاں کہیں ملکی انتظامات اور بین الاقوامی امور آڑے آجائیں تو استطاعت انفرادی ختم ہوجایا کرتی ہے۔

مثلاً ایک آدمی کے پاس ہر قسم کا زاد راہ سواری اور دیگر سہولیات موجود ہیں۔ لیکن ملکی حالات اجازت نہیں دیتے یا دیگر رکاوٹیں پیدا ہوگئی ہیں۔ تو استطاعت انفرادی ساقط ہوجائے گی۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ حالات ایک جیسے رہیں اور ہر آدمی جب چاہے رخت سفر باندھ کر روانہ ہوجائے۔ حالات میں تبدیلی ناگزیر ہے۔ اور پھر ہر حکومت یہ سوچنے پہ مجبور ہے کہ وہ اپنے شریف شہری یا معزز مہمان کو کس طرح خاطر خواہ سہولت بہم پہنچا سکتی ہے اور کتنے مہمان ہوں تو ان کی بہتر خدمت کی جا سکتی ہے اور انھیں زیادہ سے زیادہ سہولت بہم پہنچائی جا سکتی ہے۔

محرم کے بغیر عورت کو حج پہ جانے کی ممانعت

عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی اگر مکہ میں تین یوم یا اس سے زیادہ کی مسافت سے حج کرنے کے لیے جائے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر محرم کے داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ محرم وہ ہے جس کے ساتھ اس عورت کا تازندگی نکاح کرنا حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے یا ازدواجی یا دودھ کے رشتہ سے۔ محرم کا معتمد عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہے۔

اگر بیوہ عورت پہ حج فرض ہے تو امام ابو حنیفہ رحؒ کے قول کے مطابق نکاح کرکے شوہر کو ساتھ لے جائے۔

پوری حدیث کی عبارت یوں ہے

ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تین یوم یا اس سے زیادہ کی مسافت سے اپنے باپ، بھائی خاوند، بیٹا یا محرم کے بغیر سفر کرے۔ (ابوداؤد)

ایسی ہی بے شمار روایات اس باب میں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ پاک نے عورت کو بغیر محرم حج تو کیا کسی عام سفر کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی عورت سفر کرے گی تو حضورؐ کے فرمان کی صریح طور پہ خلاف ورزی ہوگی۔

عام رواج یہ ہے کہ عورتیں اپنے محلے، بستی یا علاقے کے کسی ایک شخص کے متعلق جھوٹ بول کر اپنا محرم ظاہر کرکے حج کے لیے چلی جاتی ہیں۔ جو شریعت کی رو سے بالکل جائز نہیں ہے۔ کیا فائدہ اس حج کا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خلاف ورزی کی ہو اور اگر خدا نخواستہ اس سفر میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو حضور کو کیا منہ دکھائیں گے کہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔

عدت کے دوران عورت حج پر نہ جائے

بعض عورتیں خاوند کے فوت ہوجانے یا طلاق حاصل کرنے کے بعد عدت کے ایام میں حج پہ چلی جاتی ہیں۔ انھیں حج پہ جانے کی اجازت تو درکنار اپنے گھروں سے باہر نکلنے کی بھی ممانعت ہے۔

حضرت سعیدؓ اپنی پھوپھی زینب سے روایت کرتے ہیں کہ فریعہ جو کہ ابو سعید خدریؓ کی بہن تھیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پوچھنے کے لیے حاضر ہوئی کہ میں اپنے گھر والوں کے ہاں بنی خدرہ میں چلی جاؤں اس لیے کہ میرا خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈنے نکلا ہے۔ جب کہ وہ طرف قدوم میں موجود تھے یہ ان سے ملا تو انھوں نے

اس کو قتل کر دیا، تو میں نے پوچھا کہ آیا میں اپنے میکے چلی جاؤں، کیوں کہ اس نے نہ تو میرے لیے گھر چھوڑا ہے اور نہ نان ونفقہ۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”ہاں چلی جاؤ“، ان کا کہنا ہے کہ میں نکل کھڑی ہوئی، جونہی میں حجرے میں یا مسجد میں پہنچی تو حضور نے مجھے طلب فرمایا تو میں واپس لوٹ آئی۔ آپ نے دوبارہ پوچھا کہ تم نے ابھی کیا کہا تھا۔ میں نے پہلے کی طرح اپنے خاوند کا قصہ بیان کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا اپنے گھر میں ٹھہری رہو۔ حتیٰ کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے ۔ وہ کہتی ہیں میں نے چار مہینے دس دن عدت وہیں گزاری اور جب عثمان بن عفان کی خلافت کا زمانہ آیا تو انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو میں نے بیان کر دیا۔ لہٰذا اسی کے مطابق انھوں نے بھی حکم صادر فرما دیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت اگر عدت میں ہو، خواہ عدتِ طلاق ہو یا موت کی حالت میں حج کو نہ جائے۔

فسق وفجور دغا اور جھوٹ کی ممانعت

حج ایک عالمگیر عبادت ہے۔ اس میں ہر قسم کے لوگ ہر علاقے سے جمع ہوتے ہیں، اس میں علاوہ روحانی پاکیزگی، عجز ونیاز اور سعادت مندی کے مالی قربانی بھی بدرجۂ اتم موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر ہر قدم پر اللہ کریم تاکید کرتے ہیں کہ جب تم جانی، مالی اور روحانی قربانیاں کرنے سے دریغ نہیں کرتے ہو تو ایک لمحہ بھی تمہارا ایسا نہ گزرے کہ تمام کیے پر پانی پھر جائے۔ لہٰذا حکم خداوندی ہے:۔

کہ حج میں نہ تو لڑائی جھگڑا ہو اور نہ ہی فسق وفجور اور جھوٹ فریب ہو،

جب آدمی اتنی قربانی کرتا ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے تو اس کا ہر ہر قدم اللہ کی رضاجوئی کے لیے اٹھے۔ اس کا ہر ہر عمل اس کے خلوص اور صداقت کا مظہر ہو۔ کسی وقت بھی اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو کہ اس کی پاکیزہ قربانی میں گناہ کی آمیزش ہو جائے۔ وہ اپنے قول وفعل میں بھی پاکیزگی پیدا کرے اور اپنے طور طریقوں میں بھی حسن صداقت کا اعلیٰ معیار قائم رکھے۔ مثلاً ایک آدمی پہلے حج کر چکا ہے اور دوبارہ حج کرنے کے لیے اپنے حلفیہ بیان میں جھوٹ بول کر لکھ دیتا ہے کہ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے حج نہیں کیا ہے تو یہ صریح طور پر قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہوگا کہ حج میں فسق وفجور، جنگ وجدل، جھوٹ ودغا اور فریب نہ ہو ایسا آدمی بجائے ثواب لینے کے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹ بولنے کا ارتکاب کرتا ہے اور ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ کے زمرے میں شامل ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کا حق چھین رہا ہے جنھوں نے ایک بار بھی حج نہیں کیا اور وہ زندگی کے لمحات کو غنیمت جان کر اس فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کی آرزو رکھتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ایسے لوگ جھوٹ بول کر گنہگار بھی ہو رہے ہیں۔ اور دوسروں کے لیے رکاوٹ بھی بن رہے ہیں۔ منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں ان کی حالت بیان کی ہے۔

اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔

جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے حد درجہ بے اعتبار اور ناقابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے شخص پر اعتبار نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کو انسان کا بڑا عیب بتایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔

”اور بہت قسمیں کھانے والے ذلیل کا کہنا نہ مانو“ ”القلم“

بے باکی کے ساتھ جھوٹی قسمیں کھانا اسلامی شرافت کے خلاف ہے۔ اس سے آدمی ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ ایک تو سخت گناہ ہے اور دوسرے ندامت اور شرمساری کا موجب ہے۔ کیوں آدمی خواہ مخواہ جھوٹ بولے۔ اور حج جیسی پاکیزہ عبادت میں خلل ڈالے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ، فریب، دغا، جنگ وجدل اور دیگر برائیوں سے محفوظ رکھے آمین!

حج زندگی میں کتنی مرتبہ فرض ہے

ابو داؤد شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

(باقی ص ۱۹ پر)

بقیہ : خطبہ جمعہ

کی طرح دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

آج ملک میں بے چینی، قحط، افراتفری، انتشار، بدنظمی، لوٹ مار، قتل و غارت گری کا جو عالم ہے وہ اسی لیے کہ اس راہ حق پہ ہمارا عمل نہیں منافقت اور دورخی کا یہ عالم ہے کہ اپنی اغراض کے لیے اسلام کا نام تو لیا جاتا ہے جیسا کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک لیا جا رہا ہے۔ لیکن عمل کی بات نہیں۔ آج تک ملک قانون کتاب و سنّت کے مطابق نہ بن سکا۔ اُلٹا کتاب و سنّت کی مخالفت اسلام کا منہ چڑانا، اسلامی احکام کے علی الرغم دھاندلیاں کرنا شیوہ بن چکا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق بخشے اور پریشانیوں سے نجات دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ : اداریہ

ہم سمجھتے ہیں کہ ان حضرات کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی وہ انتہائی شرمناک ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان حضرات کی طرف سے بلند ترین عزائم کا اظہار اور پورے حوصلہ کے ساتھ عوامی حقوق کی جنگ لڑنے کا اعلان ایک قابل تقلید مثال ہے لیکن ہمیں جو بات کہنا ہے وہ یہ ہے کہ یہ وقت انتہائی سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کا ہے۔ ہر شعبہ زندگی میں حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے اس کی ساکھ بُری طرح مجروح ہو چکی ہے اور پی پی پی کی حکومت دم توڑ رہی ہے، عوام غیظ و غضب کا برملا اظہار کر رہے ہیں پوری احساس ذمہ داری کے ساتھ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر ملک کے روشن مستقبل کا سامان مہیا کرنا حزب اختلاف کے جی دار، بہادر اور مخلص رہنماؤں کا فرض ہے۔

ہم جہاں ان کے حوصلے، تدبر اور جرأت و بہادری پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں وہاں پوری دلسوزی کے ساتھ مسٹر بھٹو اور حکمران پارٹی کے دوسرے حضرات سے کہنا چاہتے ہیں کہ آپ حضرات نے جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے۔ تاریخ کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کا انجام ہمیشہ ہی عبرت ناک ہوا ہے۔ جیسا کہ پچھلے دنوں خود مسٹر بھٹو نے ایک جاپانی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے مجیب کے المناک انجام پہ تبصرہ کرتے ہوئے اس کے ظلم و جبر اور جبرہ دستیوں کو بطور مثال پیش بھی کیا، تو کیا قدرت نے اس قسم کے عناصر کے لیے جو پیمانے بنائے ہیں اور جن کا آپ کو اعتراف ہے ان سے آپ نہیں ڈرتے؟ آپ کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ قدرت کی تعزیریں کتنی سخت ہیں؟ خدائے بزرگ و برتر کافر و مشرک کا وجود اس دھرتی پہ برداشت کر لیتے ہیں لیکن ظلم و جبر کے معاملہ میں ان کی سنت و عادت سے ایک زمانہ آگاہ ہے تو پھر اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر بھی اس سنت و عادت الٰہی سے تغافل کیوں برت رہے ہیں؟

یاد رکھو! ہم تمہارے دشمن نہیں، تمہارے دشمن وہ لوگ ہیں جو تمہیں سب اچھا کہہ کر بھول بھلیوں میں مبتلا رکھے ہوئے ہیں۔ ہم تمہیں تمہاری بھلائی کی خاطر مشورہ دیتے ہیں کہ آؤ اپنی اجتماعی بدعملیوں سے توبہ کرو، خدا کے حضور گڑگڑاؤ، قوم سے معافی مانگو، نمائندگان قوم سے معافی مانگو اور اپنی دنیا اور عقبیٰ کی بہتری کا سامان کر لو۔ ورنہ خدائے قادر و توانا کا کلام برحق ظالموں کے متعلق پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔

حج کیا ہے؟

عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

ایک معین اور مقررہ وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اُس کے دربار میں حاضر ہونا، اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں اور طور طریقوں کی نقل کر کے ان کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا، اور اپنی استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصہ لینا، اور اپنے کو ان کے رنگ میں رنگنا۔

مزید وضاحت کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ایک شان یہ ہے کہ وہ ذوالجلال والجبروت، احکم الحاکمین، اور شہنشاہِ کُل ہے اور ہم اس کے عاجز و محتاج بندے اور مملوک و محکوم ہیں۔

اور دوسری شان اس کی یہ ہے کہ وہ ان تمام صفاتِ جمال سے بدرجۂ اُتم متصف ہے جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے وہ بلکہ صرف وہی محبوبِ حقیقی ہے۔ اس کی پہلی حاکمانہ اور شاہانہ شان کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اس کے حضور میں ادب و نیاز کی تصویر بن کر حاضر ہوں۔

ارکانِ اسلام میں پہلا عملی رُکن نماز، اسی کا خاص مُرقع ہے اور اس میں یہی رنگ غالب ہے اور زکوٰۃ بھی اسی نسبت کے ایک دوسرے رُخ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کی دوسری شانِ محبوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ بندوں کا تعلق اس کے ساتھ محبت اور والہیّت کا ہو، روزہ میں بھی کسی قدر یہ رنگ ہے کھانا، پینا چھوڑ دینا، اور نفسانی خواہشات سے منہ موڑ لینا، عشق و محبت کی منزلوں میں سے ہے مگر حج اس کا پورا پورا مرقع ہے۔ سِلے کپڑوں کی بجائے ایک کفن نما لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا۔ بالوں میں کنگھی نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، چیخ چیخ کے لبیک پکارنا، بیت اللہ کے گرد چکر لگانا، اس کے ایک گوشہ میں لگے ہوئے سیاہ پتھر (حجرِ اسود) کو چومنا، اس کے در و دیوار سے پٹنا، اور آہ و زاری کرنا، پھر صفا و مروہ کے پھیرے لگانا، پھر مکہ شہر سے بھی نکل جانا، اور منیٰ اور کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پر بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام گویا اس رسمِ عاشقی کے بانی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو ان کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری حج و عمرہ کے ارکان و مناسک، ان کو قرار دے دیا۔ ان ہی سب کے مجموعہ کا نام حج ہے اور یہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رُکن ہے حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق ۹ھ میں آیا ہے اور اس کے اگلے سال ۱۰ھ میں اپنی وفات سے صرف تین مہینے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے اور اسی حجۃ الوداع میں خاص عرفات کے میدان میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (سورہ المائدہ ۵ آیت ۳)

(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا۔

اس میں اس طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حج اسلام کا تکمیلی رکن ہے۔ اگر بندہ کو صحیح اور مخلصانہ حج نصیب ہو

جائے جس کو دین و شریعت کی زبان میں حج مبرور کہتے ہیں۔ اور ابراہیمی و محمدی نسبت کا کوئی ذرّہ اس کو عطا ہو جائے تو گویا اس کو سعادت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔ اور وہ نعمت عظمیٰ اس کے ہاتھ آ گئی جس سے بڑی کسی نعمت کا اس دنیا میں تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو حق ہے کہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہے اور مست ہو ہو کر کہے۔ ؎

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
اُفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دست خویش را
کہ دامنت گرفتہ، بسویم کشیدہ است

(حضرت مولانا منظور احمد نعمانی)

فرضیت حج

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ہ سورہ آل عمران ۳ آیت ۹۷:

(ترجمہ) اور اس گھر کا حج کرنا لوگوں پر اللہ کا حق ہے جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو نہ مانے پھر اللہ جہان کے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

دنیا میں سب سے متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کیلئے مقرر کیا گیا اور بطور عبادت گاہ اور نشان ہدایت کے لئے بنایا گیا وہ یہی کعبہ شریف ہے جو اس مبارک شہر مکّہ معظمہ میں واقع ہے۔ حق تعالےٰ نے شروع سے اس گھر کو ظاہری و باطنی، حِسّی اور معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے۔ رُوئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے۔ اسی بیت مقدس کا ایک عکس اور پرتو سمجھنا چاہیئے یہیں سے رسول الثقلین کو اٹھایا، مناسکِ حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی۔ عالمگیر مذہب اسلام کے پیروکاروں کو مشرق و مغرب میں اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ اس کے طواف کرنے والوں پر عجیب و غریب برکات و انوار کا اضافہ فرمایا انبیائے سابقین بھی حج ادا کرنے کے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے اور طرح طرح کی ظاہر و باطن نشانیاں قدرت نے

بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھ دیں۔ اسی لئے ہر زمانہ میں مختلف مذاہب والے اس کی غیر معمولی تعظیم و احترام کرتے رہے اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والوں کو مامون سمجھا گیا۔ اس کے پاس مقام ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے کہ یہاں ابراہیمؑ کے قدم آئے ہیں اور اس کی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلا نکیر مسلّم چلی آ رہی ہے۔ بتلاتی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا اور خدا کی قدرت سے اس پتھر میں ابراہیمؑ کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا جو آج تک محفوظ چلا آتا ہے گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اس امر کی ہے۔ کہ یہ گھر طوفان نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیم کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہوا جن کی مدد کے لئے حضرت اسماعیلؑ شریک کار ہے اس پاک گھر میں جمال خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے جس کی وجہ سے ادائے حج کے لئے اسے مخصوص کیا گیا ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کی ہر ادا اس جمیل مطلق اور محبوب بر حق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے پس ضروری ہے کہ جسے اس کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو۔ کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیار محبوب میں حاضری دے اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے۔

جو مدعیِ محبت اتنی تکلیف اٹھانے سے بھی انکار کرے خود محروم و مہجور رہے گا۔ اس محبوبِ حقیقی کو کسی کی کیا پرواہ ہے کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اس کا کیا بگڑتا ہے۔ (شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ)

ایک سفر - ایک داستان

سید محمد طیب شاہ ہمدانی

ہمارے ایک کرم فرما مولانا سید محمد طیب شاہ صاحب ہمدانی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور مقیم قصور۔ ۱۹۷۲ء-۷۳ میں بذریعہ بس حجاز مقدس تشریف لے گئے اس سفر میں کتنے ہی مراحل انھیں طے کرنا پڑے۔ واپسی پر انھوں نے عشق و محبت کی اس داستان کو سپرد قلم کیا۔ اس داستان میں معلومات عامہ، ضروری اور اہم مسائل کے ساتھ جذب دروں کی بھی کچھ باتیں ہیں۔ موقعہ کی مناسبت سے ہم اس داستان کو قسط وار ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔

(ادارہ)

یوں تو مانگنے والے مانگتے ہی آئے ہیں مانگ رہے ہیں اور مانگتے رہیں گے اور وہ بھی ایسا ماننے والا ہے کہ ہر ایک کی مانتا آیا ہے۔ مان رہا ہے اور مانتا رہے گا جس نے بھی اس کے در پر دست سوال دراز کیا محروم نہ لوٹا۔ کبھی اسی وقت دے دیا اور کبھی مناسب وقت کے لیے ملتوی کر دیا ورنہ ذخیرہ آخرت تو بنا ہی دیا۔ پر ایک سائل ایسا گزرا ہے کہ جس کی ہر بات مانی گئی اور اس کی ہر درخواست کو من و عن شرف قبولیت بخشا گیا۔ اور کیوں نہ ہو وہ بھی تو ہر امتحان و آزمائش میں پورا اترا تھا۔

وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ۔

جب بھی جیسا بھی حکم ہوا اس نے کبھی سرتابی نہ کی۔ بلکہ تعمیل میں کبھی سوچ و بچار کو بھی موقعہ نہ دیا۔

ہزاروں برس پیچھے جست لگا کر دیکھو صحرائے عرب کے دشت و جبل طے کرتے ہوئے ایک سانڈنی سوار مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں پڑاؤ ڈال رہا ہے۔ جو خشک و بنجر سنگلاخ پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے۔ گرچہ ایسا ماننے کا کسی میں بوتا نہیں۔ پر ابراہیم تو مسلمان ہے۔ اسی نے اطاعت و فرمانبرداری کی راہ و رسم ڈال کر بتلا دیا کہ اسلام تو تسلیم و رضا کا نام ہے۔ جس میں تسلیم و انقیاد نہیں۔ اس میں اسلام کہاں اور اسے مسلمان کہلانے کا کیا حق ہے؟

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝

بیوی نے کرداء تک پیچھا کیا لیکن جب آللہ امرک بہذا کے جواب میں خلیل اللہ نے اثبات میں جواب دے دیا تو ہاجرہ بھی تسلیم و رضا کی پتلی واپس چلی گئی۔ ابراہیم آپ اتنی دور آچکا تھا۔ کہ وہ پڑاؤ نظر سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اب خلیل نے اپنا دامن پھیلا دیا اب اس کے مانگنے اور رب جلیل کے ماننے کی باری ہے۔ غور سے سنئے خلیل اپنے رب جلیل سے کیا مانگ رہا ہے: اس کی آہوں اور سسکیوں لپٹی درد بھری آواز آج بھی فضائے بسیط میں گونجتی محسوس ہو رہی ہے۔

رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔

اے پروردگار عالم میں اپنی اولاد کو اس بے آب و گیاہ وادی میں جہاں کہیں تیرے بیت محترم کے نشانات ہیں چھوڑے جا

ہوں تاکہ اپنی جبین اپنے نیاز سے لے سجدہ کر دیں۔ پھر لوگوں کے دلوں میں اس جگہ کی محبت ڈال دے کہ وہ کھنچے چلے آویں اگرچہ یہ بنجر و ویران علاقہ ہے تاہم) یہاں کے لینے والوں کو پھلوں تک کی فراوانی عطا فرما تاکہ وہ مزید شکر گزار ہوں۔

اس مانگنے والے نے جو بھی مانگا مل گیا۔ دلوں کی کشش کیا مانگی کروڑوں دلوں میں آتش شوق و محبت بھڑکا دی۔ جانے والے تو جا رہے ہیں۔ نہ جا سکنے والے تڑپ کر رہ جاتے ہیں۔ رخصت کیا۔ جا رہا ہے ہچکیاں بند ہی ہوتی ہیں اے جانے والو!!

ہماری حالت زار کو دیکھو، خدارا ہماری طلبی کی درخواست بھی کیے آنا اور مکہ کے مہاجر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری ہو تو میرا بھی دست بستہ سلام عرض کرنا اور کچھ ہیں کہ ان کی خواہش سینہ میں ہی گھٹ کے رہ جاتی ہے زبان گنگ ہے۔ شدت جذبات سے زبان کو حرکت کا یارا بھی نہیں۔ کچھ ایسی ہی کیفیت ہر سال پیش آتی رہی حتی کہ کسی کو وداع کرنے کا بھی حوصلہ میسر نہ آسکا، بلکہ کسی کونے میں چھپ کر اپنی محرومی قسمت پر نالاں و مضطرب رہتا۔ ظاہری اسباب بھی کبھی مہیا نہ ہو سکے۔ لیکن کیا ان اسباب کا جمع کرنا کسی کے بس کی بات ہے۔ صرف اور صرف وہی مسبب الاسباب ہے اور پھر طلبی کے بغیر حاضری ہو تو کیسے؟ زبان پہ ایک ہی ورد جاری تھا إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ۔

قادر مطلق کی کرم فرمائیوں پہ قربان۔ کسی کو خواب میں متنبہ ہو رہا ہے مجبور کیا جا رہا ہے اور یا مسبب الاسباب ہیئی لنا سببا لا نستطیع له طلبا کی دل سے اٹھتی فغاں کو قبولیت بخشتے ہوئے اسباب مہیا کیے جا رہے ہیں۔ ادھر اس کرشمہ قدرت پہ حیرانی ہو رہی ہے کہ خواب پر مہر تصدیق ثبت ہو رہی ہے۔

ادھر موانع کی چٹانیں سر اٹھائے ہوئے ہیں۔ درخواست گزارنے کا موقعہ نہیں کئی ایک جہاز تو روانہ بھی ہو چکے قافلے جا رہے ہیں۔ لیکن نہیں جو دوسرے اسباب مہیا کر رہا ہے اس کے کارکنان قضاء و قدر بھی باقی رکاوٹیں دور کر رہے ہیں۔ بالآخر ایک فقیر کی صورت میں حاضری کا خواہاں تھا اسے بلا طلب و خواہش کارواں کا امیر منتخب کر کے طلب کیا جا رہا ہے۔

وطن سے سرحد ایران

:- ۲۱/دسمبر ۰۵ء کو ۲ بجے دوپہر قصور سے براہ رائے ونڈ، مانگا منڈی روانگی ہو گئی لیکن اب بھی سوچا جا رہا تھا کہ حقیقت ہے یا عالم خواب۔ نہیں نہیں خواب کا زمانہ بیت گیا اب اس کی تعبیر ظاہر ہو رہی ہے۔ شام ہوتے ساہیوال آگیا۔ جامعہ رشیدیہ میں شام کی نماز ادا کر کے ملتان سے ہوتے ہوئے بہاولپور کو نظر انداز کرتے ہوئے رحیم یار خان جا پہنچے۔ گرچہ پروگرام کے مطابق بہاولپور میں رات گزارنا تھی لیکن دل چاہتا ہے۔ راستے سمٹ جائیں۔ سفر مختصر ہو جائے۔ اور منزل مقصود قریب سے قریب تر ہو لیکن طی ارض ہم جیسے گناہگاروں کے لیے ہو تو کیسے؟ نماز صبح کے بعد چند دوست اپنے ہاں لے گئے نہلا دھلا کر وزنی ناشتہ سے تواضع کی ادھر سارے قافلے کی دعوت مٹھائی اور چائے سے گندم منڈی کے تبلیغی بھائیوں نے کی تھی مزید براں روحانی غذا بھی بہم پہنچائی۔ وہاں سے روانہ ہو کر سکھر سے ہوتے ہوئے رات سبی کے ایک اسکول میں گزاری۔ سکھر سے سبی تک کا راستہ انتہائی بنجر و ویران ہے۔ پانی کم یاب ہے اگر کہیں مختصر آبادی پائی گئی تو پانی وہاں بھی میسر نہیں آتا۔ یہ لوگ دور دراز سے جوہڑوں کا گدلا پانی لا کر استعمال کرتے ہیں۔ اس راستہ میں مجبوراً ظہر کی نماز تیمم سے ادا کی گئی اور اپنے ہاں پانی کی فراوانی اور رحمت ایزدی کی ارزانی کا احساس ہوا۔ سبی سے علی الصباح روانہ ہو کر کوئٹہ پہنچے اور شہر سے باہر سریاب کالج میں قیام کیا۔ چونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اس لیے وہاں پہنچتے ہی نماز کی تیاری شروع کر دی اگرچہ وہاں اور بھی قافلے ہم سے پہلے مقیم تھے تاہم نماز جمعہ کی خطابت امامت کا بار بندہ کو اٹھانا پڑا اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ کی تشریح کرتے ہوئے اس مبارک سفر کے آداب سے حاضرین کو آگاہ کیا دوران سفر قلب و نظر کی پاکیزگی کے ساتھ ہمراہیوں

ہے حسن سلوک، صبر وتحمل کی تلقین کی اور جھگڑے سے اجتناب کی تاکید کی۔ نماز جمعہ کے بعد ذمہ داران و کارکنان کارواں کرنسی کے حصول و تبادلہ کے لیے بھاگ دوڑ میں مشغول ہوگئے۔ دوسرے روز کسٹم کے عملہ کو کالج میں ہی بلوا کر سامان کی چیکنگ کروائی گئی جس سامان کی راستہ میں کھولنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسے سربمہر کروایا۔ اسی کاروائی میں رات کے دس بج گئے۔ اگرچہ شدید سرد ہوا کے جھکڑ چل رہے تھے اور کوئٹہ کے پہاڑوں کی چوٹیاں سفید و شفاف برف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ جیسے بھاری بھرکم سیاہ دیو سر پر سفید دستار رکھے ایستادہ ہوں لیکن کسٹم سے فارغ ہوتے ہی کارواں روانہ ہوگیا شب تیرہ و تار کا سماں۔ اور کارواں سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی پہاڑی سڑک پر نشیب کی طرف رواں دواں تھے۔ اب صبح ہونے کو آئی۔ اب سورج پوری آب وتاب سے طلوع ہوا۔ تمازت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تاحدِ نظر لق و دق صحرا۔ خشک پہاڑیاں۔ کہیں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں۔ یوں معلوم ہو رہا ہے یہ صحرا نہیں شدید سمندر کا کنارہ ہے۔ ٹھاٹھیں مارتا پانی ہی پانی جس کی حدیں افق آسمان سے بغل گیر ہو رہی ہیں۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ نظر کا دھوکہ ہے۔ غریب بلوچستانی مسلمان اس صحرا میں پانی کے ایک ایک قطرہ کے لیے ترستے ہیں۔ اب سراب کے معنی سمجھ میں آئے اور قرآن حکیم کی تمثیل: كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً کی تفسیر واضح ہوئی سبحان اللہ۔ مناظر قدرت سے قادر مطلق نے مثال دے کر ہر جاہل و عامی کو بھی اسی طرح اپنے کلام کے معانی و مطالب سمجھائے جس طرح ایک علامہ و فاضل شخص اس کلام معجز نظام کو سمجھ رہا ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

کوئٹہ سے ۳۴۲ کیلومیٹر تک پختہ سڑک کولتار کی ہے جو دالبندین تک پہنچتی ہے۔ جو ریلوے سٹیشن بھی ہے۔ اس کے بعد کچی سڑک ہے جو سرحد تک ۱۷۰ کیلومیٹر کا راستہ طے کر کے پہنچتی ہے۔ یہ سارا علاقہ موٹی ریت اور بجری سے اٹا پڑا ہے۔ اب ٹوکنڈی چیکنگ پوسٹ کے پاس سے گزرتے ہوئے کوہ تفتان پہنچ گئے جہاں حکومت پاکستان کی آخری سرحدی چوکی ہے۔ یہاں سادہ سا ایک پاکستانی ہوٹل ہے۔ اور پختہ عمارت کی مسجد۔ امام مسجد کے کمرہ میں بیٹھ کر پاسپورٹ و دیگر کاغذات سفر ترتیب دیئے گئے۔ اس اثناء میں زاہدان میں پاکستانی قونصل تشریف لے آئے۔ شدید سردی کے باعث ان کی گاڑی میں ہی ملاقات ہوئی۔ سفر ایران کے سلسلہ میں انھوں نے معلومات بہم پہنچائیں ایران کا نقشہ مہیا کیا۔ قرآن مجید کا ایک نسخہ تحفہ دیا۔ ہار پہنائے اور تشریف لے گئے۔ یہاں سردی کی شدت میں تیز ہوا نے اور بھی اضافہ کر رکھا ہے اور یہ خطہ کرہ زمہریر بن چکا ہے

پاکستان کے توأم برادر ایران میں

قریباً ۱۱ بجے شب میں میرجاوا کی سرحدی چوکی پر ایرانی حکام کے ہاں قونصل کے ترجمان نے پیش کیا۔ جنھوں نے ہر شخص کی پاسپورٹ کی تصویر کے مطابق شناخت کی۔ ڈاکٹری سرٹیفیکیٹ ہونے کے باوجود دوبارہ چیچک کا انجکشن لگا دیا اور کیپسول میں بند دوائی کھلائی۔ کافی رات گئے وہاں سے فارغ ہو کر ایرانی پولیس گارڈوں کے زیر سایہ روانگی ہوئی اور راتوں رات ۸۲ کیلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے صبح سے چنداں پیشتر زاہدان پہنچے۔ جہاں ایک کلب میں قیام کروایا گیا۔ جس میں صرف ایک بڑا سا مسقف کمرہ تھا۔ نماز صبح ادا کر کے چائے وغیرہ تیار کی ایرانی رضاکار روٹیاں فروخت کرنے لے آئے۔ جو ۲×۳ فٹ کی چوکور مصلیٰ نما تھیں۔ جنھیں سنگریزوں پر پکاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کوئی چیز از قسم خوراک میسر نہ آسکی۔ کیونکہ بسوں سمیت سارا کارواں اس حویلی میں بند تھا اور مین گیٹ مقفل تھا۔ زاہدان کے حکام بھی تشریف لائے۔ جنھوں نے ہماری درخواست پر محکمہ ڈاک کے ایک ملازم کے ذریعہ ہمیں ڈاک کی سہولتیں مہیا کیں۔ اگرچہ اس شہر میں قونصل خانہ پاکستان موجود ہے لیکن انھوں نے کارواں کو کسی پذیرائی کا مستحق تصور نہ کیا۔ بلکہ جب ایک کارکن صاحب تشریف لائے

تو یہاں قیام کا ۱۲ تومان فی کس کرایہ کا مطالبہ کرتے ہوئے سالار کارواں نے عملاً کرایہ کی ادائیگی کر دی۔ باقی مسافروں نے کرنسی نہ ہونے کی وجہ سے معذرت کر دی۔ یہاں صرف ٹائر مرمت کروانے کے لیے ایک جیپ گاڑی کو پولیس تحویل میں شہر جانے کی اجازت ملی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ہم نظر بندی کیمپ میں محبوس ہیں۔ سب حیران تھے کہ یہ وہی ملک ہے۔ جس کی حکومتی سطح پہ محبت و اخوت کے افسانے زبان زد خاص و عام ہیں۔ لیکن کاروان حجاج کے ساتھ ان کا یہ سلوک بہت سے شکوک کو جنم دے رہا تھا۔ ہمارے اصرار پہ ہمارے محافظ بمشکل ۳ بجے سہ پہر روانگی پہ تیار ہو سکے لیکن رات گئے ایک چوکی پہ ہمیں روک دیا گیا کیونکہ محافظین کی حد سفر ختم ہو چکی تھی اور اب نئے محافظین سے ہمیں واسطہ پڑنا تھا۔ جو ابھی تک کہیں دور اپنی قیام گاہ میں تھے۔ خدا خدا کر کے دو گھنٹہ بعد ان کی آمد ہوئی اور چارج لینے دینے کا معاملہ طے ہونا شروع ہوا۔ سواریوں کی گنتی شروع ہوئی۔ اس میں اتنی اور اس میں اتنی جمع کرتے ہیں تو کبھی کم کبھی بیش۔ ضرب تقسیم تو کہاں رہی جمع کا حساب بھی نہیں جانتے۔ اور انگریزی ہندسوں سے بھی بالکل نابلد۔ ڈیڑھ گھنٹہ سر دردی کے بعد حساب یوں ٹھہرا کہ یخ بستہ رات میں سب مسافروں کو بسوں سے اتار کر گنتی کی گئی چارج مکمل ہوا اور روانگی ہوئی اور زاہدان سے ۳۲۹ کیلو میٹر پر موضع بم میں پڑاؤ ہوا۔ بیمارستان شاہ کی عمارت میں وسیع و عریض کمرے تھے۔ بعض میں قالین اور کہیں آہنی چارپائیاں موجود تھیں۔ تیل سے جلنے والی انگیٹھیاں جنھیں بخاری کہا جاتا ہے کمروں کو گرم کر رہی تھیں۔ شدید سرد موسم میں یہ قیام گاہ کافی آرام دہ ثابت ہوئی۔ بازار سے زاہدان جیسی پکی پکائی روٹیاں مل گئیں جو ہمیں قیام گاہ ہی میں میسر کر دی گئیں۔ دوسرے روز دوپہر کو بم سے ہوتے ہوئے اصولاً ہمارا قیام یہاں سے ۱۴۷ کیلو میٹر دور ماہان کے قصبہ میں تھا یا اس سے آگے مشہور عالم قصبہ کرمان میں لیکن محافظ پولیس نے کہیں رکنے کی اجازت نہ دی۔ رات کو ۱۲ بجے کے قریب رفسنجان قصبہ میں پہنچے۔ قیام کی خواہش کی تو مقامی پولیس آفیسر نے ہمیں دو کمرے دکھائے اور دو تومان کرایہ فی کس شب بسری بتلایا جو بہت زیادہ تھا۔ جسے مسافروں نے قبول نہ کیا اور پولیس نے کارواں کو سفر جاری رکھنے کا حکم دے دیا۔ ڈرائیور خصوصاً بہت تھک چکے تھے۔ نیند غالب آ رہی تھی اور ہر وقت حادثہ کا اندیشہ تھا ایک بس بیچھ گئی تھی۔ اس کا انتظار لازمی تھا۔ اس لیے شہر سے باہر لا کر سڑک کے کنارے روک دیا گیا۔ پولیس آفیسر روانگی پہ مصر تھا۔ اسے کافی سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن وہ بد تمیزی پہ اتر آیا۔ مجبوراً اسے سختی سے متنبہ کیا گیا اور شکایت کی دھمکی دی گئی تو حواس درست ہوئے اور صبح آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ رات جیسے تیسے بسوں میں گزاری۔ چونکہ ماہان سے آگے پختہ کولتار کی سڑک شروع ہو چکی تھی۔ اس لیے سفر نسبتاً آرام دہ ہو چکا تھا۔ ۱۸ر دسمبر کی صبح کو رفسنجان سے روانہ ہو کر قصبہ یزد میں پہنچے۔ بیرون شہر نواب باغ میں قیام کیا۔ عمارت بہت عالیشان ہے لیکن ضروریات ناپید ہیں۔ سردی اتنی شدید ہے کہ صحن باغ کا پختہ تالاب اور ڈرموں میں پانی جامد ہے۔ بہر حال اسی یخ بستہ پانی سے ہی وضو وغیرہ ضروریات پوری کیں۔ اس شہر میں آتش پرستوں کی اکثریت آباد ہے اور یہیں ان کا عظیم ترین آتشکدہ ہے۔ دنیا میں اس مذہب کے پیرو صرف ایران میں ہی پائے جاتے ہیں۔ ایران کا قبل از اسلام یہی سرکاری مذہب تھا۔ مسلمان کہلانے کے باوجود اب بھی ایرانی اپنے ان اسلاف پر فخر کرتے ہیں اور ان کے ہی رسم و رواج کو اپنائے ہوئے ہیں۔ غالباً اسی شہر میں وہ آتشکدہ ہو گا جو ہزار سال سے متواتر روشن ہونے کے باوجود ہادی اعظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت بجھ گیا تھا۔

۱۹ر دسمبر کو یزد سے روانہ ہو کر نائن سے ہوتے ہوئے۔ مشہور عالم شہر اصفہان سے جسے نصف جہان کہا جاتا ہے گزر ہوا۔ یہ ایران کا عظیم تاریخی شہر ہے۔ کبھی ایران کا پایہ تخت تھا۔ یہاں جدید و قدیم یادگاروں کا امتزاج عجب منظر پیش کرتا ہے۔ پل خواجو کی ابھی تک پرانی مساجد جن میں متحرک گنبد والی مسجد، جمعہ مسجد چہل ستون قابل دید ہیں۔ لیکن کارواں میں نظر بندی

ان کو دیکھنے میں آڑے آرہی ہے۔ بیرون شہر ہلی تصوراتی دنیا میں کھوئے۔ بلند و بالا میناروں پر حسرت کی نظر ڈالتے براہ اردکان ۹۳۶ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے رات کو ساوا پہنچ گئے۔ مسجد میدان علی میں قیام ہوا۔ مسجد پرانے طرز کی محراب دار ڈاٹوں کی مضبوط عمارت ہے۔ ہال کمرہ میں قالین بچھے ہوئے ہیں۔ جن پر محمد، علی، حسن، حسین و فاطمہ نام لکھے ہوئے ہیں۔ جن پر پاؤں رکھنا تو کجا، لیٹنا بھی ہمارے بس کی بات نہ تھی۔ اس لیے قالینوں کو تہہ کردیا اور فرش پر بستر جما لیے۔ لیکن یہاں کی پولیس جوتوں سمیت ان قالینوں کو پامال کر رہی تھی۔ اور مسجد کے اندر سگریٹ نوشی کو بھی معیوب تصور نہ کر رہی تھی۔ بنظر غائر اس قوم کا مطالعہ کیجیے تو آپ کو واضح ہو جائے گا یہ لوگ ادب و آداب تو ایک طرف اسلام سے ہی بالکل عاری ہیں۔ ہیپی ازم نے ان کے حسین و خوبرو چہروں کو مسخ کر دیا ہے۔ بدنما مونچھیں اور لمبی قلمیں بن تراشے سر کے بال اچھے بھلے انسانوں کا کارٹون بنا رہے ہیں۔ مستورات مکشوفات ہیں۔ کٹے ہوئے بال و عریاں لباس۔ منی سکرٹ میں ملبوس نوجوان لڑکیاں بازاروں میں بے محابا اڑی پھرتی ہیں۔ ہاں کہیں کہیں اسلامی جلباب کا رواج تاحال ہے۔ جو سر سے لے کر پاؤں تک لمبی چادر ہوتی ہے۔ اندرون چادر پھر بھی یورپین لباس ہی رائج ہے۔ سفر میں کہیں کہیں مزروعہ علاقے بھی دیکھے جن میں گدھوں سے کاشتکاری کی جاتی ہے۔ اور دیہاتی زراعت پیشہ لوگوں کا لباس پینٹ کوٹ اور فلیٹ پر مشتمل ہے۔ سرحد ایران و پاکستان سے لے کر آج تک کہیں اذان کی آواز سنائی نہیں دی۔ بلکہ اس عظیم مسجد میں بھی مقامی اذان کی آواز کو کان ترستے رہے۔ ہماری اذان و جماعت کے وقت عوام کا جمگھٹا ہو جاتا اور ان پابندیوں پر حیرانی کا اظہار کیا جاتا رہا۔ اگرچہ ایران و پاکستان ہر دو برادر مملکت کا نعرہ بھی کہیں کہیں سنائی دیتا رہا، تاہم پاکستانی اکثریت کا سنی ہونا ان لوگوں کے لیے ہم سے نفرت کا باعث تھا۔ یہ سوال عموماً کیا جاتا کہ شما سنی یا شیعہ؟ اور بعض نے تو حد کردی کہ شما سنی یا مسلمان۔ ہمارا جواب تھا کہ شیعہ و سنی ہمہ مسلمانان اند۔ بعض لوگ سقوط ڈھاکہ کے اسباب کے متعلق بھی سوال کرتے۔ معلوم ہوتا ہے ہمارے سفارتخانے بیرون ملک عیش و عشرت میں مبتلا ہیں اور اپنی ڈیوٹی سے غافل ہیں۔ ہمیں صبح کی نماز کے بعد غسل و تبدیل لباس کا خیال پیدا ہوا۔ چند ساتھیوں کے ہمراہ مسجد سے ملحق ایک حمام میں محافظین کے زیر سایہ جانا ہوا۔ حمام کے تلین کرے تھے جنھیں درجہ بدرجہ طے کیا۔ وہاں حمام والوں نے ایک تولیہ نما چھوٹا سا کپڑا دیا۔ پہن کر غسل خانہ میں داخل ہو گئے۔ لیکن دروازے کی کنڈی ندارد۔ غسال بے ریش و بدوت لڑکے جسم مل مل کر نہلا رہے تھے۔ ہمیں رعایتی نرخ پر نہلانے کی دعوت دی گئی جسے قبول نہ کیا گیا اور غسل خانوں میں داخل ہو کر نہا لیا اب وہاں سے نکلے ہیں تو ہال کمرے میں ایرانی شرم و حیا کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ ایک فوارے کے نیچے نو دس نوجوان مادر زاد برہنہ نہا رہے تھے۔ لاحول پڑھتے وہاں سے فوراً باہر نکل گئے۔ یہ حال ایران کے ایک قصبہ کا ہے بڑے شہر جہاں "اونچے" طبقہ کی فیملی کی بود و باش اس کی روایات جو سفارت خانے کے نمائندہ نے بتلائی اس کا ذکر مناسب نہیں۔ اس واقعہ سے ہی حمام کی اصل کیفیت واضح ہوئی۔ اور ارشادِ نبوی کہ جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں بغیر تہبند داخل نہ ہو سمجھ آیا۔

یہی وہ شہر ساوہ ہے جہاں ولادت باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روز یہ معجزہ رونما ہوا تھا کہ بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ اس شہر کے پاس ایک عظیم سنگلاخ نشیب ہے۔ جس میں ہزار سال قبل لبالب پانی بھرا رہتا تھا اور اب خشک ہے۔ لیکن انھیں اسلام سے ہی کوئی دلچسپی نہیں معجزہ کی خبر کیسے ہو۔ علامہ بوصیری معجزات نبویہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وَسَاءَ سَاوَةَ اَذْ غَاضَتْ بحیرتھا۔ جہاں تک اس ملک کے لوگوں کی معاشرت، کا تعلق ہے۔ مکانوں کی صفائی اور سجاوٹ میں یہ ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔ حکومت ایران کی اس موقعہ پر تعریف نہ کی جائے تو بخل ہوگا۔ راستہ میں جو بھی قصبہ یا گاؤں نظر آیا۔ ان کی گلیاں اور بازار فراخ، کم از کم شہر کے اندر سڑکیں عمدہ۔ پانی کا عمدہ انتظام یعنی اس سلسلہ میں بہترین ڈویلپمنٹ کا ثبوت دیا گیا

تھا - ہر قصبہ میں فوارہ لوازمات سے ہے اور شاہ کاتب بھی ضروری ہے - ہاں کھانے پینے کے معاملہ میں یہ لوگ انتہائی سادہ ہیں - خشک روٹی اور قہوہ عام خوراک ہے امراء کا عمدہ ترین کھانا چلول اور کباب ہے - ہمارے ملک جیسے مرغن چٹ پٹے اور لذیذ کھانوں سے لوگ ناواقف اور محروم ہیں۔

ساوہ سے صبح ہی روانگی ہوگئی - سردی کی زیادتی کا احساس تیز ہوتا چلا گیا - برف کے تودے نظر آنے شروع ہوگئے - جوں جوں کارواں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا - برف میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا - حتیٰ کہ چند میل بعد زمین پہاڑ بلکہ ساری فضا برف سے سفید ہو چکی ہے - ساوہ سے ۱۸۵ کلومیٹر پر ہمدان کا مشہور زمانہ شہر ہے۔ جو سطح سمندر سے ۶۲۸۰ فٹ بلندی پر واقع ہے ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان مجاہدین کے زیر نگین ہو چکا تھا - سلاجقہ کے زمانہ میں یہ ایران کا پایہ تخت بھی رہ چکا ہے - میرے آباؤ اجداد کو بھی اسی شہر سے ہجرت کرنے کی نسبت حاصل ہے۔ اگرچہ ہمدان تو کیا سارے ایران میں صحابہ، تابعین اور اکابر محدثین کے نشانات موجود ہیں - لیکن شیعہ حکومتوں کے تعصب نے ان کے نشانات تک باقی رہنے نہیں دیئے - صرف چند سادات یا شعرا اور غیر مذہبی شخصیتوں کے مقابر باقی ہیں - جن میں سے مشہور عالم فلسفی اور طبیب بو علی سینا اس شہر میں محو خواب ہے - سردی اور برف باری کے باعث اس شہر کی سڑکیں ڈھلوان دار چھتیں الغرض درختوں کی ٹہنیاں تک برف میں ڈوب کر سفید براق ہو چکی تھیں - شہر کے پاس ہی کوہ الوند ہے - جو سطح سمندر سے ۱۲۲۸۰ فٹ بلند ہے - سارا سال برف پوش رہتا ہے - ہمیں یہاں صرف کوہ ہمدان عبور کرنا تھا اور برف باری کا اندیشہ تھا - اس لیے یہیں سے پٹرول لیا نماز ظہر ادا کی اور پہاڑ سے "سب اچھا" کا بذریعہ وائرلیس پیغام لے کر روانہ ہوگئے اور عصر تک عین چوٹی پر پہنچ گئے - لیکن وہاں کسی دوسرے ملک کی بس پھسل کر راستہ روک کے کھڑی تھی - مجبوراً رکنا پڑا - اسی اثنا میں برف باری شروع ہوگئی - جس نے بڑھتے بڑھتے طوفان برف و باد کی شکل اختیار کر لی - جس کی وجہ سے عصر اور شام کی نمازیں گاڑیوں میں ہی ادا کیں - بھیگتے اندھیری

میں ریگستانی ٹیلے ادھر سے ادھر منتقل ہوتے رہتے ہیں - یہی حالت یہاں برف کے تودوں کی تھی - جس سے گاڑیاں برف میں دفن ہی تو ہوگئیں - شام کے قریب ایرانی امدادی پارٹیاں اپنے بھاری بھرکم بلڈوزر لے کر آگئیں - جنھوں نے برف صاف کی اور زنجیریں ڈال کر کھینچ کھانچ کر نکالا برف باری چونکہ بدستور جاری ہے - اس لیے پوری لائٹوں کے باوجود راستہ سجھائی نہیں دے رہا - ٹھہرنا مزید مصیبت میں پھنسنا ہے اس لیے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

کا ورد کرتے نشیب کو بڑھنا شروع کر دیا - کبھی کبھار کوئی ایرانی تیز رو گاڑی پاس سے گذرتی تو اس کی سرخ لائٹوں کو نگاہ میں رکھ کر اس کے پیچھے چل دیئے بالآخر وہ کسی نہ کسی موڑ پر نظر سے اوجھل ہو جاتی - بالآخر ذکر کرتے بارگاہ خداوندی میں گڑگڑاتے رات کے گیارہ بجے اس ڈھلوان کو بفضلہ تعالیٰ عبور کر گئے اور دامن کوہ میں ایک ہوٹل میں جا اترے - جہاں گرم پانی مل گیا وضو اور نماز عشاء سے فارغ ہو کر چائے وغیرہ سے کام و دہن کی تواضع کی اور اگلے پڑاؤ کرمان شاہ کی راہ لی - اس طوفانی سفر میں ہمارے ایرانی محافظین پر اسرار طور پر غائب ہو چکے تھے - ہماری ایمبولنس گاڑی بھی غائب تھی - خیال ہوا کہ اس کا ڈرائیور نوجوان و تیز رو ہے آگے نکل گیا ہوگا - لیکن جب کرمان شاہ پہنچ کر بھی اس کا پتہ نہ چلا تو یقین ہوگیا کہ پیچھے ہی رہ گئی ہے - شاید کسی حادثہ کا شکار ہوگئی ہے - سالار کارواں چند مزدوروں کو ایک گاڑی میں لے کر واپس تلاش کے لیے روانہ ہوگئے - جنھیں پہاڑ کی چوٹی سے دو میل ادھر ایک چٹان کے سایہ میں کھڑی مل گئی - ڈرائیور، ڈاکٹر کمپاؤنڈر سردی سے ٹھٹھر رہے تھے - گاڑی پنکچر ہوئی پڑی تھی اور ان میں اتنی سکت نہ تھی کہ ٹائر تبدیل کر سکتے - ٹائر تبدیل کر کے گاڑی لائی گئی - ہمدان سے کرمان شاہ تک ۱۶۸ کلو میٹر علاقہ برف میں اٹا ہوا تھا - معلوم ہوا کہ امسال ہی اتنی شدید برفباری ہوئی ہے - جس نے اس سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے - ایسی سردی میں انجن ہمیشہ سٹارٹ رکھا جاتا ہے - اور انٹی فریز پانی استعمال کیا جاتا ہے - نیز

کاروں کا استعمال ضروری ہے۔ ورنہ ایسا سفر خودکشی کے مترادف ہے۔ کرمان شاہ بہت عمدہ اور خوبصورت شہر ہے۔ شہر کے وسط میں ایک جامع مسجد میں قیام رہا جو اکثریت کے فرقہ اہل تشیع کی تھی۔ ویسے اس شہر میں شوافع حضرات کی بھی دو مسجدیں موجود ہیں۔ جنھیں دیکھنے کا اتفاق نہ ہو سکا۔ کرمان شاہ سے روانہ ہوکر ۱۲۹ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے براہ شاہ آباد قیصر شیریں پہنچے۔ چونکہ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا اس لیے شہر سے باہر گھاس کے پلاٹوں میں نماز ادا کی اور چائے نوش کی۔ بیرون شہر چھوٹی چھوٹی سنگلاخ پہاڑیاں ہیں جن پر شیریں کے محلات کے برباد شدہ کھنڈرات ہیں۔ جو خسرو پرویز نے اس کے لیے بنوائے تھے۔ یہ خسرو پرویز زمانہ نبوی کا فرعون تھا یا شداد و نمرود۔ جیسے دوسرے والیان ممالک کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے والا نامجات ارسال فرما کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ ادا کیا تھا۔ اسے بھی والا نامہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ذریعہ ارسال فرمایا۔ لیکن یہ ملعون ترین شخص آپ کے والا نامہ کے ابتدائی الفاظ من محمد بن عبداللہ و رسولہ الی کسریٰ عظیم فارس دیکھ کر ہی مشتعل ہوگیا اور چیخ کر بولا کہ میرے غلاموں کا غلام (نعوذ باللہ) ہوکر اپنے نام کو میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اور نامہ مبارک کو پھاڑ دیا۔ سرور کونین صلعم کو جب خبر ملی تو فرمایا (یہ مکتوب میرے نامہ کو نہیں پھاڑا اپنے ملک کو تباہ کر لیا۔ یہ پیشین گوئی چند سالوں بعد فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں حرف بحرف پوری ہوگئی۔ اس خبیث نے مزید یہ گستاخی کی کہ باذان گورنر یمن کو حکم دیا کہ آپ کو گرفتار کرکے پیش کرے۔ اس نے پہلوان قسم کے دو فوجی آفیسر بھیجے۔ جن کی منڈی داڑھیاں اور لمبی مونچھیں دیکھ کر آپ نے نفرت سے منہ پھیر لیا اور فرمایا انھیں مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے صبح جواب دیا جائے۔ صبح جب حاضر ہوئے تو فرمایا تمھیں حکم دینے والا ہی نہیں رہا۔ اب اس کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ جس پر وہ دونوں واپس چلے گئے ہوا یوں کہ شیریں خسرو پرویز کی محبوبہ تھی جس کے متعلق مشہور ہے کہ فرہاد بھی اس کا دلدادہ تھا۔ اور پرویز کا

بیٹا شیرویہ بھی اس پر جان دیتا تھا۔ شیریں کو حاصل کرنے کے لیے شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور گورنر یمن کو اپنے باپ کے احکام کی منسوخی کے آرڈر جاری کر دیئے حیرانی ہے کہ مسلمان قوم فرعون، ہامان، شداد، نمرود، ابوجہل، ابولہب کے نام اپنانے تو پسند نہیں کرتی لیکن ان سب کے سرکردہ گستاخ و بدترین خلائق پرویز کے نام کس طرح اپنانا پسند کرلیتی ہے۔ افسوس کہ شکل کے معاملہ میں بھی ایرانی قوم کی اکثریت اور قدرے پاکستانی قوم بھی ان کے اتباع میں فخر محسوس کرتی ہے۔ جن کی شکلوں پر بھی آپ کو نگاہ ڈالنا پسند نہ آیا۔

الغرض شیریں سے روانہ ہوکر شام کے قریب خسروی پہنچے جو ایران کی آخری سرحدی چوکی ہے۔ یہاں مختصر چیکنگ کے بعد سرحد عراق میں داخل ہوئے۔ یہاں پاسپورٹ چیک کروائے۔ لیکن مسافروں کی چیکنگ گنتی کرنے کا انھوں نے تکلف تک نہ کیا اور روانگی کی اجازت دے دی۔

بقیہ حج

وسلم نے ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے ہیں۔ حج صرف ایک ہی کیا ہے آپ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ حج زندگی میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اس پر اقرع بن حابس اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال؟ آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو ہر سال واجب ہو جاتا۔ اور اگر یہ فرض ہو جاتا۔ تو تم عمل نہ کر سکتے اور نہ ہی تم میں استطاعت ہوتی۔ سنو! حج زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے۔ اگر کوئی زیادہ حج کرے تو نفلی ہوں گے … (ماخوذ)

دعائے مغفرت

حضرت مولانا فضل محمد صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی کی اہلیہ انتقال کر گئی ہیں۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

جواہر الحدیث



حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور باادب طریقہ سے عرض کیا۔ حضور! اجازت ہو تو میں چند باتیں پوچھنا اور معلوم کرنا چاہتا ہوں جن کا دنیا اور آخرت کی فلاح و نجات کے ساتھ گہرا تعلق ہے آپؐ نے فرمایا پوچھو جو مناسب سمجھو۔

○ اس نے عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ سب لوگوں سے بڑا عالم بن جاؤں۔ سو اس کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تم سب لوگوں سے بڑے عالم بن جاؤ گے۔

○ پھر اس نے عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ سب لوگوں سے زیادہ غنی اور دولت مند بن جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا قناعت اختیار کرو۔ سب سے بڑے غنی ہو جاؤ گے۔

○ اس نے عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ سب سے بہتر انسان بن جاؤں۔ ارشاد فرمائیں کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ آپؐ نے فرمایا بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ سو تم بھی دوسروں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچاؤ بہتر انسان بن جاؤ گے۔

○ اس نے پھر عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ عادل انسان بن جاؤں۔ سو اس کا کیا طریقہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔ سب سے بڑے عادل بن جاؤ گے۔

○ اس نے پھر عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا مقرب ترین بندہ بن جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم بکثرت اور زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرو اللہ کے خاص الخاص بندے بن جاؤ گے۔

○ پھر اس نے عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ میرا شمار محسنین میں ہو۔ سو اس کی کیا صورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ کیونکہ اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

○ اس نے پھر عرض کیا حضورؐ! میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے۔ فرمایا اپنے اخلاق کو عمدہ بناؤ تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔

○ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا۔

میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ اچھا ہے؟ تو فرمایا کہ والدین سے اچھا سلوک کرنا میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ افضل ہے؟ تو فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ۔ عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد خاموش ہو گیا۔ اگر میں سوال کرتا تو حضورؐ کی جانب سے اور ارشاد ہوتا۔

فائدہ:۔ اس ارشاد نبویؐ سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ مگر اسلامی اصولوں کو مدِنظر رکھ کر قدم اٹھایا جائے۔ میدانِ جہاد میں نماز کا وقت آ جائے تو حتی الامکان نماز مؤخر نہ کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں اور حدیث پاک میں صلوٰۃِ خوف کے مسئلہ کو واضح کیا گیا۔

اور دوسری بات اس ارشاد گرامی سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ والدین اگر خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت کو اہم خیال کرے اگر جہادی جہاد میں مصروف ہونا چاہتے یا ان کی کسی بھائی کا بندوبست کرے۔ اگر والدین خدمت کے محتاج نہیں ہیں تو اللہ کا نام لے کر مجاہد بنے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی بلندی اور حفاظت۔ اور مسلمانوں کی اور ان کی بلاد کی حفاظت کا فریضہ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیابی حاصل کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے امیر متقی ہوں اور تمہارے اغنیاء سخی ہوں اور تمہارے کام آپس میں مشورے سے طے ہوں۔ پس تمہارا زندہ رہنا مرنے سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے امیر شریر ہوں اور اغنیاء بخیل ہوں اور تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو تمہارا مرنا جینے سے بہتر ہے۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فرق باطلہ تمہارے مقابلہ میں ایک دوسرے کو دعوت دیں گے جیسے کہ ایک برتن سے کھانے والی جماعت ایک دوسرے کو بلاتی ہے۔ کسی نے پوچھا کیا ہم اس وقت تعداد کی قلت کے سبب ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت زیادہ ہو گے لیکن تم اس جھاگ کی مانند ہو گے جو سیلاب کے پانی کے اوپر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت کھینچ لے گا اور تمہارے دلوں میں وہن داخل کر دے گا۔

ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہن کیا چیز ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا کی محبت اور موت سے ڈرنا۔

تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور جو تمہارے حق میں دعا کریں اور تمہارے بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم نفرت کرو اور وہ تم سے نفرت کریں جن پر تم لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔

جو شخص مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنتا ہے اور پھر ان سے خیانت کی اور وہ جہنمی ہے۔

قارئین خدام الدین

کے لیے

مژدۂ جانفزا

پیارے قارئین! آپ کو یہ سن کر انتہائی خوشی ہو گی کہ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خطیب قلعہ گوجر سنگھ لاہور رکن مرکزی مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے آپ کے محبوب رسالہ کے لیے مستقل قلمی تعاون کا آغاز فرما دیا ہے۔

موصوف نے اپنے طویل مطالعہ کے بعد ایک انتہائی خوبصورت دلآویز اور حسین گلدستہ تیار کر کے احقر کے سپرد کر دیا ہے۔

آئندہ ہفتہ سے اس گلدستہ کے پھول ایک خاص ترتیب سے آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(علوی مدیر انچارج)

دعائے مغفرت

جمعیۃ علماء اسلام ضلع راولپنڈی کے ناظم عمومی مولانا محمد رمضان علوی (محلہ حاجی گلاب بھیرہ ضلع سرگودھا) کی والدہ ماجدہ پچھلے ہفتہ انتقال فرما گئیں۔

نیز حضرت لاہوریؒ کے ایک مخلص خادم حاجی گلزار محمد ملتانی کے دو عزیز حاجی رحیم بخش صاحب اور شیخ محمد اقبال صاحب پچھلے دنوں لائلپور میں انتقال کر گئے۔

ہر سہ مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

مطبوعاتِ جدیدہ

تدریس القرآن حصہ اول — از مولانا محمد اجمل

ملنے کا پتہ: مکتبہ اشاعت اسلام جامع مسجد حقانیہ علوہ گوجر سنگھ لاہور

مولانا محمد اجمل بہترین خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ تحریری میدان میں بھی شہسوار ہیں اور اس سلسلہ میں ان کی کئی چھوٹی بڑی کتابیں اس سے قبل عوام و خواص کے یہاں قبولیت کا درجہ حاصل کر چکی ہیں۔

موصوف کی تازہ ترین کتاب ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۱۰۳ صفحات کی یہ کتاب بظاہر تو عربی اردو لغت کی کتاب ہے لیکن فاضل مصنف جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن اور قرآنی علوم سے گہرا شغف عطا فرمایا ہے نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ یہ کاوش قرآن تک محدود رہے۔ چنانچہ ص۵۵ تک حروف تہجی کے اعتبار سے حروف و الفاظ کا ذکر ہے جن کے ساتھ ان کے معانی اور پھر ہر ہر حرف کی قرآن عزیز سے مثالیں موجود ہیں۔ مثالوں کے ساتھ سورت اور آیت کا نمبر بھی دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ص۶۵ تک جمع و واحد کا تذکرہ ہے اور اس حصہ میں اس قسم کے قرآنی الفاظ چھانٹ لیے گئے ہیں اور یہاں بھی قرآنی آیتوں سے مثالوں کا التزام قائم رکھا گیا ہے۔

اور آخری حصہ میں الفاظ متقابلہ، کنبے کے افراد، جسمانی اعضاء، ملبوسات، ماکولات، میوہ جات، حیوانات، معدنیات، اوقات، عربی مہینے، ایام اور پھر دس لاکھ تک گنتی کا ذکر ہے۔ اور گنتی کے ساتھ قرآنی مثالیں ذکر ہیں اور بطور تکملہ کچھ آیات قرآنی برائے ترجمہ اور چالیس احادیث کا ذکر ہے۔ اس طرح گویا یہ رسالہ قرآن عزیز کا ترجمہ سیکھنے اور اس سے استفادہ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہم جہاں عام حضرات سے اس کے مطالعہ کی درخواست کریں گے وہاں مدارس عربیہ کے ارباب حل و عقد سے گزارش کریں گے کہ وہ ابتدائی درجوں میں اس رسالہ کو بطور نصاب شامل کریں تاکہ بالکل ابتداء ہی سے بچے قرآن سے گہری مناسبت پیدا کر لیں۔

قیمت صرف ۳/۵۰ روپے ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ کتابت و طباعت وغیرہ معیاری ہے۔

اسلامی زندگی کے راہنما اصول:

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۴۰ صفحات ـ قیمت ایک روپیہ

قومی مسائل اور جمعیۃ علماء اسلام:

قائد جمعیۃ مفتی محمود ایم این اے

۱۴۳ صفحات ـ قیمت ۳ روپے ۹۰ پیسے

خدا کی حاکمیت: مولانا ابوالکلام آزاد

۴۰ صفحات قیمت ۲۵ پیسے

یہ تینوں رسالے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے چھپوائے ہیں۔ ان میں کیا ہے؟ یہ بات نام سے واضح ہے یعنی پہلے رسالہ میں امیر محترم نے انفرادی و اجتماعی زندگی میں جو راہنما اصول ہیں ان کو اپنے مخصوص پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

دوسرے رسالہ میں جماعت کی بعض مجالس شوریٰ کی اہم کارروائیاں، خدام الدین اور جماعتی آرگن ترجمان اسلام میں اشاعت پذیر ہونے والے اداریے، مقالات وغیرہ شامل ہیں جو جماعتی پالیسی کا مظہر ہیں جبکہ تیسرے رسالہ امام الہند مولانا آزاد کے ایک اہم مضمون پر مشتمل ہے۔ جس میں نظام شریعت کی

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری مرحوم

نام و نسب

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا حارث بن حزن کی بیٹی تھیں جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا تھا۔ والدہ قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا نام برہ تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ رکھا۔

نکاح اول و ثانی

آپ کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو ثقفی سے ہوا۔ لیکن آپ کو کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنا پڑی پھر ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آگئیں۔ ابورہم نے ۷ھ میں انتقال کیا تو لوگوں نے کوشش کی کہ آپ کا انتساب حضورؐ سے ہو جائے۔ حضورؐ نے ۷ھ میں سفر عمرہ اختیار کیا تو احرام کی حالت ہی میں حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا۔ حضرت عباسؓ نکاح کے متولی ہوئے تھے۔ عمرہ سے فراغت پر جب حضورؐ مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو مقام سرف جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ پر ہے، پر حضرت ابو رافعؓ حضرت میمونہؓ کو لے کر پہنچ گئے اور اسی جگہ رسم عروسی ادا ہوئی۔ یہ حضورؐ کا آخری نکاح تھا۔ اور حضرت میمونہؓ آپؐ کی آخری زوجہ مطہرہ تھیں۔

فضل و کمال

اہل سیرت کے نزدیک حضرت میمونہؓ سے کل ۴۶ احادیث مروی ہیں۔ جن میں بعض سے ان کی نقد دانی کا پتہ چلتا ہے۔ ان سے روایت کرنے والے حضرت ابن عباسؓ اور ان کے دوسرے بھانجے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ ان کے پاس پراگندہ ہو کر آئے تو کہا بیٹا! اس کا کیا سبب؟ جواب میں عرض کیا کہ ان کی زوجہ ام عمار ان کے کنگھا کیا کرتی تھیں۔ چونکہ ان دنوں ان کے ایام کا زمانہ تھا۔ بولیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گود میں سر رکھ کر لیٹتے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت میں ہوتے تھے۔ اور بعض اوقات ہم چٹائی اٹھا کر مسجد میں رکھ آتے تھے۔ بیٹا! یہ ہاتھ میں بھی ہوتا ہے؟

احکام نبوی کی تعمیل کی ایک اور مثال یہ ہے۔ ان کی کنیز نے آکر بتایا کہ ابن عباسؓ اپنی زوجہ کی ایسی ہی حالت میں ان سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ کنیز نے حضرت میمونہؓ سے عرض کی۔ وہ فرمانے لگیں کہ ان کو سنت نبویؐ سے اس قدر اعراض کیوں ہے۔ حضورؐ تو برابر ہم لوگوں کے بستروں پر آرام فرمایا کرتے تھے۔

آپ کے زمانہ میں ایک عورت بیمار پڑی۔ اس نے منت مانی کہ شفایاب ہو کر بیت المقدس میں نماز پڑھے گی۔ قدرت الٰہی سے وہ اچھی ہو گئی اور اس نے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جب رخصت ہونے کے لیے حضرت میمونہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں تو فرمایا کہ یہیں رہو اور مسجد نبویؐ میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

آپ کو غلام آزاد کرنے کا بھی شوق تھا ایک لونڈی کو آزاد کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تم کو اس کا اجر دے گا۔

کبھی کبھی قرض لیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ زیادہ رقم قرض لی۔ کسی نے اعتراض کیا کہ آپ کس طرح ادائیگی کریں گی؟

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

جواب دیا۔ حضورؐ سے سنا ہے کہ جو شخص ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو اللہ اس کا قرض ادا کر دیتا ہے۔

اخلاق حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ میمونہؓ خدا سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھیں۔

وفات عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف میں ان کا نکاح ہوا اور اسی جگہ ان کی وفات ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ اٹھانے کے وقت لوگوں سے کہا کہ جنازہ کو حرکت نہ دو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ انہوں نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ عمر ۸۰ برس کی ہوئی۔

جانشین شیخ التفسیرؒ
کی
روانگی حرمین شریفین

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب اور انجمن خدام الدین لاہور کے امیر مولانا عبید اللہ انور ۲۱ نومبر ۷۵ء کو رات ۹ بج کر منٹ پر بذریعہ طیارہ کراچی روانہ ہو گئے۔ جہاں سے آپ نے ایک دن قیام فرمایا اور ۲۳ نومبر ۷۵ء کو سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ حضرت اقدس ایک ماہ کے قریب حرمین شریفین میں قیام فرمائیں گے۔

حضرت اقدس کی عدم موجودگی میں جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا غلام ربانی آف رحیم یار خان قائم مقام امیر ہوں گے۔

حضرت اقدس نے روانگی کے وقت جماعتی کارکنوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ جماعتی کام کو تیز تر کر دیں تاکہ ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ ہو سکے۔ (ادارہ)

بقیہ: مطبوعات جدیدہ

برائی اور اس سلسلہ میں مسلمان کی ذمہ داریوں کا مولانا نے اپنے مخصوص قلم سے تذکرہ کیا ہے۔

یہ رسائل شعبہ کے مرکزی انچارج ابوالاشفی صاحب کی کوشش سے شائع ہوتے ہیں اور جس خوبی سے کہ حق و صداقت کے داعی وقت کی ... نشر و اشاعت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان رسائل کا معنوی اور ظاہری حسن بہت اچھا ہے لیکن خوب سے خوب تر کی کوشش بہرحال ضروری ہے۔

جماعتی کارکن بالخصوص اور دوسرے حضرات بالعموم ان رسائل سے استفادہ کریں۔ یہ رسائل جمعیۃ کے مرکزی دفتر ... رنگ محل لاہور سے مل سکتے ہیں۔